(۱۹)

(فرمودہ ۲۔ مارچ ۱۹۳۰ء بمقام عید گاہ۔ قادیان)

اسلامی عبادتیں اپنے اندر کئی رنگ کے سبق رکھتی ہیں۔ بعض سبق ان کے ایسے ہوتے ہیں جو ان میں سے ہر عبادت سکھاتی ہے اور بعض سبق ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک سے زیادہ عبادتوں کی نسبت سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض سبق ایسے ہیں جو ساری عبادتوں کی مجموعی حالت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ عالَم میں ہمیں یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ اس کا ہر فرد اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے پھر دو افراد مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں' پھر دو سے زیادہ افراد مل کر ایک حقیقت پیدا کرتے ہیں' پھر سارا عالَم اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ انسان کو ہی ہم دیکھتے ہیں ایک مرد ہوتا ہے ایک عورت۔ مرد اپنی ذات میں ایک غرض پوری کر رہا ہے اور عورت اپنی ذات میں ایک غرض کو پورا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ جہاں مرد سے خدا تعالیٰ کی قوت اور قدرت کے جلالی پہلو کا ظہور ہوتا ہے وہاں عورت سے خدا تعالیٰ کے رحم اور شفقت کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر دونوں مل کر بقا کے ظہور کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس طرح ان کی نسل چلتی ہے اور ہر مرد بھی اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے اور ہر عورت بھی اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے پھر مرد و عورت مل کر اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں پھر تمام مرد بھی ایک حقیقت رکھتے ہیں اور تمام عورتیں بھی پھر سارے مرد اور ساری عورتیں مل کر بھی ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر سارے کے سارے مرد اور ساری کی ساری عورتیں بھی ساری دنیا سے مل کر ایک حقیقت رکھتی ہے پھر ساری دنیا بھی ایک حقیقت رکھتی ہے۔ پس جس طرح ہر ایک فرد کے ذریعہ' افراد کے مجموعہ کے ذریعہ' افراد کی اقسام کے ذریعہ اور افراد کے سارے مجموعہ کے ذریعہ علیحدہ علیحدہ حقیقت پیدا ہوتی ہے اور سب کے مجموعہ سے بھی یہی حال عبادتوں کا ہے اور جس طرح قانون قدرت میں ایک ترتیب اور ربط پایا جاتا ہے قانون شریعت میں بھی ایک ترتیب اور ربط موجود ہے۔ مگر یہ بات صرف شریعت اسلامیہ کو ہی حاصل ہے باقی شرائع میں نہیں۔ ان میں بھی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کی قسم

12

کی عبادتیں ہیں مگر ان کا آپس میں کوئی ربط نہ ہو گا وہ ایسی ہی ہیں جیسے بکھری ہوئی اینٹیں۔ لیکن شریعتِ اسلامیہ کو دیکھا جائے تو اس کی مثال یہ ہے جیسے ہر اینٹ اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے اور پھر دیوار میں دوسری اینٹوں سے مل کر حقیقت رکھتی ہے پھر سارے مکان سے مل کر حقیقت رکھتی ہے۔ یہی حال اسلامی احکام کا ہے۔ ہر ایک حکم اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ پھر دوسرے حکم سے مل کر ایک حقیقت رکھتا ہے پھر سارے کے سارے احکام مل کر حقیقت رکھتے ہیں مَیں اس وقت اس کی ایک چھوٹی سی مثال نماز اور روزہ کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ نماز اپنی ذات میں ایک سبق رکھتی ہے اور روزہ بھی اپنی ذات میں ایک سبق رکھتا ہے پھر نماز اور روزہ مل کر ایک سبق رکھتے ہیں۔ اس وقت میں اسی سبق کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اگر نماز نہ ہوتی صرف روزے ہوتے تو یہ سبق رہ جاتا اور اگر روزے نہ ہوتے نماز ہی ہوتی تو بھی یہ سبق رہ جاتا۔ بے شک روزے اپنی ذات میں مفید ہیں اور بے شک نماز اپنی ذات میں مفید ہے جس طرح اسلام کی ساری عبادتیں اپنی اپنی ذات میں مفید ہیں لیکن نماز اور روزہ مل کر ایک نیا سبق دیتے ہیں۔ وہ کیا ہے میرا خیال ہے ممکن ہے کسی نے اس طرف توجہ دلائی ہو لیکن میں نے کسی کا اس کے متعلق کوئی اشارہ نہیں دیکھا کہ نماز اور روزہ میں مل کر ایک سبق پایا جاتا ہے۔

نماز کا اصل مقام طہارت ہے جسے وضو کی حالت کہتے ہیں[1] اسی لئے رسول ﷺ نے فرمایا ہے جو وضو کر کے نماز کے لئے بیٹھ جاتا ہے وہ نماز کی حالت میں ہی ہوتا ہے۔[2] نماز اس حالت کا انتہائی مقام ہے ورنہ اصل نماز قلبی کیفیت ہے جو وضو سے تعلق رکھتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ وضو کی کیا حقیقت ہے۔ وضو کے ذریعہ جو فعل ہم کرتے ہیں وہ اُس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو خواہ وہ پیشاب و پاخانہ کے رنگ میں خارج ہو۔ خواہ مرد و عورت کے تعلقات کے ذریعہ خارج ہو یا اور ایسے رنگوں میں خارج ہو جن سے طہارت کو نقصان پہنچتا ہو جیسے ہوا خارج ہو۔ غرض وضو کا مدار کسی چیز کے جسم سے نہ نکلنے پر ہے۔[3] اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز کی طہارت کا مدار اس پر ہے کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ اسی طرح روزہ کی طہارت کا مدار کس پر ہے۔ اس پر کہ کوئی چیز جسم کے اندر داخل نہ ہو۔[4] بے شک روزہ میں مرد و عورت کے تعلقات سے بھی روکا گیا ہے[5] مگر یہ اس لئے کہ روزہ کی حالت میں انسان کی کلّی توجہ اور طرف نہ ہو۔ ورنہ روزہ کا اصل مدار کسی چیز کے جسم میں داخل نہ ہونے پر ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ روزہ کا مدار اس پر ہے کہ کوئی چیز

جسم میں داخل نہ ہو۔ اگر صرف نماز ہی ہوتی اور وضو صرف ظاہری صفائی ہوتا تو کہا جاتا کہ اس سے مراد صرف ہاتھ منہ اور پاؤں کا دھونا ہے اسی طرح اگر روزہ ہوتا اور کوئی چھوٹی موٹی چیز کھا لی جاتی تو کہا جا سکتا تھا کہ روزہ سے مراد فاقہ کرانا ہے لیکن جسم سے کچھ خارج ہونے سے وضو کا باطل ہو جانا اور کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے روزہ کا ٹوٹ جانا بتاتا ہے کہ کسی چیز کے خارج ہونے کا نماز سے اور کسی چیز کا اندر داخل ہونا روزہ سے تعلق رکھتا ہے اور ان دونوں کو ملا کر یہ لطیف بات نکلتی ہے کہ انسان طہارت میں کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ دو احتیاطیں نہ کرے۔ یعنی بعض چیزیں اپنے جسم سے نکلنے نہ دے اور بعض داخل نہ ہونے دے۔ اگر ہم ان دو باتوں کا لحاظ رکھ لیں کہ بعض چیزوں کو جسم سے نکلنے نہ دیں اور بعض کو داخل نہ ہونے دیں تو طہارت کامل ہو جاتی ہے۔ نماز اور روزہ سے مجموعی طور پر انسان کو یہ گُر سکھایا گیا ہے کہ ہر انسان کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ بعض چیزوں کے جسم سے نکلنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے ان کو نکلنے نہ دے اور بعض کے جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو جاتا ہے' انہیں داخل نہ ہونے دے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں جسم سے نکلنے والی ہیں وہ نقص پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ گندی چیزیں ہیں اور جو چیزیں انسان کے جسم میں داخل ہوتی ہیں وہ جسمانیات کی طرف توجہ دلاتی ہیں اور رُوحانیات سے پھیرتی ہیں۔ پس معلوم ہوا جن چیزوں کے نکلنے سے روکا گیا ہے وہ گندی ہیں اور جن کے داخل ہونے سے روکا گیا ہے وہ مادی ہیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کونسی گندی چیزیں ہوتی ہیں جن کا نکلنا مُضِر ہوتا ہے۔ دنیا میں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گند کا نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیا ایسے گند بھی ہیں کہ جن کا نہ نکلنا اچھا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گند ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا نہ نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے اور ان کے نکلنے سے مراد ان کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے اور کسی موقع پر اسے سخت غصہ آگیا مگر وہ اسے نکلنے نہیں دیتا۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ**[۲] کہ نیک اور متقی انسان کو بھی غصہ آجاتا ہے۔ مگر وہ کظم کر لیتا ہے یعنی روک لیتا ہے گھونٹ دیتا ہے جیسے کسی کو قے آنے لگے تو وہ اسے روک دے۔ یا نماز کے وقت اس بات کا لحاظ رکھ لیتا ہے کہ اس وقت ایسی چیزیں ظاہر نہ ہوں جو وضو کو باطل کر دیں۔ بعض کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ روک دینے سے کم نکلتی ہیں اور اگر انہیں نکلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے تو بڑھ جاتی ہیں۔ غصہ بھی ایسی کیفیات

میں سے ہی ہے اگر کوئی اسے نکلنے دیتا ہے (اور ہمارے ہاں محاورہ بھی یہی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں اب تو آپ نے غصہ نکال لیا اب جانے دو۔ یعنی گالی گلوچ یا مار پیٹ کے ذریعہ غصہ کا اظہار کر لیا) تو وہ اس کے لئے بھی اور دوسرے کے لئے بھی مضر ہو جاتا ہے لیکن اگر اسے دبا لیتا اور روک لیتا ہے تو اس کے لئے نیکی ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کے دل میں کوئی بُرا خیال پیدا ہو مگر اسے روک لے اور اس پر عمل نہ کرے یہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے۔ [7] غرض قلب کے ایسے حالات ہیں کہ اگر انہیں ظاہر کیا جائے تو طہارت باطل ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں ہی رکھیں تو نیکی بن جاتی ہے۔ مثلاً کسی کی بُرائی دیکھیں اور اس پر غصہ بھی آئے مگر باوجود اس کے اس کی بُرائی ظاہر نہ کریں تو یہ نیکی ہوگی۔ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق آتا ہے۔ **عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی** [8] ایک دفعہ آپ کی مجلس میں ایک نابینا نے ایسی حرکت کی جو ناپسندیدہ تھی اور رسول کریم ﷺ کو ناگوار گذری لیکن آپ ؐ نے منہ سے اس پر اظہار ناراضگی نہ فرمایا۔ تاکہ نابینا کو بُرا نہ لگے۔ **وَتَوَلّٰی** اور منہ پھیر لیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہمارے رسول نے ایسے اعلیٰ اخلاق دکھائے کہ اس نے منہ پھیر لیا مگر بات نہ کی تاکہ نابینا کو برا نہ لگے۔ [9]

بعض نادانوں نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** رسول کریم ﷺ سے قصور ہوا تھا اور خدا تعالیٰ نے آپ کو تنبیہہ کی ہے [10] حالانکہ یہاں رسول کریم ﷺ کے اخلاق کا ذکر ہے۔ نابینا شخص نہ دیکھ سکتا تھا کہ اسے ناپسندیدگی کا پتہ لگتا لیکن رسول کریم ﷺ نے چہرہ سے بھی ناراضگی کا اظہار نہ ہونے دیا اور نہ زبان سے اسے کچھ کہا صرف اتنا کیا کہ منہ پھیر لیا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ؐ کو غصہ تو آیا کیونکہ اس نابینا نے ایسی بات کی تھی جو تبلیغ میں روک تھی۔ آپ بعض بڑے بڑے لوگوں کو تبلیغ کر رہے تھے کہ اس نے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اس سے آپ ؐ کو غصہ آیا اور آپ ؐ نے اس کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا مگر یہ سمجھ کر کہ یہ معذور ہے اور اسے اگر یہ کہا جائے گا کہ خاموش رہو تو سمجھے گا مجھے غریب اور چھوٹا سمجھ کر کہا گیا ہے اس لئے آپ ؐ نے منہ سے تو اسے کچھ نہ کہا صرف اس سے اعراض کیا اس کی طرف توجہ نہ کی۔ خدا تعالیٰ نے یہ بات مقامِ مدح میں بیان کی ہے نہ کہ مقامِ ذمّ میں جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے۔ [11]

غرض جب بُری چیز کو روک لیا جاتا ہے ظاہر نہیں ہونے دیا جاتا تو وہ نیکی ہو جاتی ہے۔

مثلاً دوسرے کی دلجوئی کے خیال سے اپنا کوئی حق چھوڑ دیا جائے۔ جیسے رسول کریم ﷺ کا حق تھا کہ نابینا کو روک دیتے کہ اس وقت نہ بولو مگر آپ نے یہ حق روک لیا تاکہ دوسرے کا دل میلا نہ ہو۔ بعض دفعہ حق بات بھی کڑوی لگتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ اَلْحَقُّ مُرٌّ [۲]۔

یہ مثال اس بات کی ہے کہ دل میں آئی ہوئی کسی بُری بات کو اگر روک لیا جائے تو وہ نیکی بن جاتی ہے۔ یہ نماز سے سبق حاصل ہوتا ہے کہ اس طرح اخلاق کامل ہوتے ہیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہونے دی جائے۔ اس کی مثال جھوٹ' استہزاء' **چغلخوری**' غیبت وغیرہ کی باتیں ہیں۔ ان کا نہ سننا نیکی ہوتی ہے کیونکہ ایسی باتیں روحانیت سے عاری کر دیتی ہیں۔

غرض ایسے گند ہوتے ہیں جو باہر سے انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں اور ان کا داخل نہ ہونا اچھا ہوتا ہے اور بعض گند دل سے پیدا ہوتے ہیں ان کو نہ نکلنے دینا نیکی ہوتی ہے۔ پس اخلاق فاضلہ مکمل کرنے کے لئے چاہئے کہ بعض قسم کے گندوں کو باہر نہ نکلنے دیں اور بعض کو اندر نہ داخل ہونے دیں۔ اس کے ماتحت ہر مومن کو اپنی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ بعض لوگوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ آجاتا ہے۔ بعض کی تو یہ عادت ہوتی ہے اور بعض ایسی عادت بنا لیتے ہیں۔ ایسی عادت بنانا تو بہت بُری بات ہے لیکن بعض کو اپنی طبیعت کے لحاظ سے غصہ آجاتا ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کی طبیعت جلالی تھی۔ باوجود اس کے کہ آپ نے اسلام لانے کے بعد ایسی تبدیلی پیدا کی جو دوسروں کے لئے نمونہ تھی بعض اوقات آپ کی طبیعت میں بے حد جوش پیدا ہو جاتا مگر ایسا جوش دین کے متعلق ہوتا تھا دنیا کی باتوں کے لئے نہ ہوتا تھا اور وہ بھی کبھی کبھی۔ ورنہ جاہلیت کے زمانہ میں ان کی جو حالت تھی وہ بالکل اور تھی۔ [۳] اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا تھا کہ جاہلیت کے عمر اور تھے اور اسلام کے عمرؓ اور۔ اسلام لانے کے بعد جب کبھی آپ کی طبیعت میں جلال پیدا ہوتا تو وہ رنگ نظر آجاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک یہودی کا ایک مسلمان سے جھگڑا ہو گیا۔ مسلمان نے حضرت عمرؓ کے پاس آکر کہا آپ فیصلہ کر دیں۔ آپ کو بھی قاضی مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ مسلمان منافق تھا اس نے خیال کیا حضرت عمرؓ جوشیلی طبیعت رکھتے ہیں اور مسلمان پرور ہیں وہ ضرور میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔ یہودی نے اس موقع پر کہا اچھا آپ ہی فیصلہ کر دیں۔ مگر یہ شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گیا تھا اور ان کا فیصلہ اس نے نہیں مانا اب آپ کے پاس آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا۔ یہ کہہ کر آپ گھر

گئے اور جا کر تلوار لے آئے اور مسلمان سے کہنے لگے تم نے رسول کریم ﷺ کا فیصلہ نہیں مانا اب میں تلوار سے تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ ۱۴؎ تو دینی معاملہ میں انہیں غصہ آ جاتا تھا مگر بہت کم۔ جاہلیت کے زمانہ میں ان کی حالت بالکل اور تھی۔ تو بعض کو غصہ آ جاتا ہے مگر اسے روک لینا نیکی کا کام ہوتا ہے۔ بعض حدیثوں میں آتا ہے اور بعض نے اسے آثار قرار دیا ہے کہ طبیعت نہیں بدلتی اگر تمہیں کوئی یہ خبر دے کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے تو اسے مان لو لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کسی کی طبیعت بدل گئی ہے تو نہ مانو ۱۵؎ جب طبیعت کا بدلنا اتنا مشکل کام ہے تو جو شخص غصیلی طبیعت رکھتا ہو وہ اگر اسے بدل دیتا ہے اور اپنے جوش کو دبا لیتا ہے تو اس کے لئے یہ نیکی ہے اور یہ اس کے لئے نماز کی عبادت کی طرح ہے۔ اسی طرح جب کوئی لغو باتیں نہیں سنتا اور جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہوں انہیں روک دیتا ہے۔ چغلی اور بدگوئی نہ خود کرتا ہے اور نہ کسی سے سنتا ہے تو اس کی مثال روزہ دار کی سی ہوتی ہے۔

غرض یہ دو عبادتیں ہمارے لئے سبق رکھتی ہیں۔ ہر مومن کو خیال کرنا چاہئے کہ کیا ان سے اسے یہ سبق حاصل ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیا اندر کے گند اور عیب چھپانے کی کوشش کرتا ہے اور جب روزہ رکھتا ہے تو باہر کے گند اندر داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اگر وہ اندر سے گند باہر نہیں نکالتا تو صحیح معنوں میں نماز پڑھتا ہے اسی طرح اگر باہر کے گندوں کو اندر داخل ہونے سے روکتا ہے تو صحیح معنوں میں روزہ دار کہلا سکتا ہے لیکن اگر یہ نہیں تو وہ سمجھ لے کہ وہ بھوکا پیاسا رہا ہے نہ کہ اس نے روزے رکھے ہیں۔

مومن کو ہر پہلو پر غور کرنا چاہئے۔ اس کی نماز اور روزے دکھاوے کے طور پر نہیں ہونے چاہئیں۔ خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ کسی کو بھوکا پیاسا رکھے ۱۶؎ جب کہ اس نے انسان کو کھانے پینے والا بنایا ہے صرف سبق دینے کے لئے اس سے روزے رکھواتا ہے۔ اسی طرح ہمارے وضو کرنے سے اسے کیا فائدہ ہے انسان کی روحانی اصلاح اور ترقی کے لئے اس نے یہ حکم دیئے ہیں۔ اگر ہم ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے جو نماز اور روزہ کو باطل کر دیتی ہیں تو روحانیت حاصل نہیں کر سکتے۔ ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے نمونہ کے طور پر کھڑا کیا ہے اس لئے ہمیں ہر بات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ لکھا ہے ایک ولی اللہ کا جاتے جاتے ایک جگہ گھوڑا اَڑ گیا۔ کسی نے گھوڑے کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو انہوں نے روک دیا کہ اس طرح نہ کہو۔ اور کہا معلوم ہوتا ہے مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے اور میں نے اپنے مالک کی کوئی نافرمانی

کی ہے اس وجہ سے گھوڑا مجھ سے اڑنے لگا ہے۔ تو مومن رستہ چلتا ہوا بھی سبق حاصل کرتا ہے۔ درختوں کے پتے، گھاس کے تنکے، جھاڑیوں کے کانٹے اور پرندوں کی آوازیں بھی اسے سبق سکھاتی ہیں۔ غرض زمین و آسمان کی ہر چیز سے سبق حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۱۷ پس جب ہر چیز میں سبق ہے تو کیا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی ایسی چیزیں ہیں جن سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا۔ ان سے بھی بڑے بڑے سبق حاصل ہوتے ہیں مگر بہت ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر اس سے جو سبق حاصل ہوتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ روزے رکھتے ہیں مگر ان کے ذریعہ جو سبق دیا گیا ہے اس سے غافل ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا قیام ہی اس غرض سے ہوا ہے کہ ان باتوں کی طرف توجہ کی جائے اس لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد ان کا خیال رکھے۔ ورنہ نمازیں پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے، حج کرنے والے، زکوٰۃ دینے والے ہم سے زیادہ دوسرے لوگ موجود ہیں۔ غیر احمدیوں میں ایسے لوگ ہیں جو سارا سارا دن مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں مگر باوجود اس کے ہم مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی ضرورت تھی۔ ہم ان کی طرح مصلّوں پر نہیں بیٹھتے لیکن ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ہمارے جیسے انسانوں کی بھی اسلام کو ضرورت ہے۔ میں تو سارا دن مصلّٰے پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اتنے کام ہوتے ہیں کہ بسا اوقات دل چاہتا ہے کہ تخلیہ میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کا ذکر کروں مگر ایسا موقع کم ہی میسر آتا ہے، کبھی کوئی ملنے کے لئے آجاتا ہے۔ کبھی کوئی کام اپنی طرف توجہ کو کھینچ لیتا ہے گو یہ بھی دینی کام ہوتے ہیں مگر ذاتی طور پر علیحدگی کا موقع میسر نہیں آتا۔ ۱۸ تو باوجود اس کے کہ ہم تخلیہ میں مصلّٰے پر بیٹھنے کا موقع نہیں پاتے اور باوجود اس کے کہ غیر احمدیوں میں ایسے لوگ ہیں جو ایسا کرتے ہیں مگر پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ دنیا کو مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت تھی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم جیسے انسانوں کی بھی ضرورت تھی اور بغیر اس کے روحانیت قائم نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں غیر احمدیوں میں ایسے لوگ ہیں جو بکثرت روزے رکھتے ہیں اور متواتر روزے رکھتے ہیں۔ ہمارے حافظ روشن علی صاحب مرحوم ہی سناتے تھے کہ ان کے والد صاحب نے چلہ کشی کی اور اتنے روزے رکھے کہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری سے فوت ہو گئے۔ ۱۹ غرض ان لوگوں میں ایسے ایسے روزہ دار ہیں جو اپنی جانیں گنوا دیتے ہیں مگر باوجود اس کے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت تھی اور باوجود اس کے کہ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگرچہ ہم میں سے بہت ہیں جو رمضان کے روزے رکھتے ہیں مگر نفلی روزے نہیں رکھ سکتے ہماری بھی ضرورت تھی اور ہمارے بغیر دنیا نہیں چل سکتی تھی۔ جب ہم کہتے ہیں کہ احمدیت کی دنیا کو ضرورت ہے تو اس کے یہی معنی ہیں کہ ہمارے بغیر دنیا نہیں چل سکتی۔ کوئی کہے ہم نے کب یہ کہا ہے مگر جب ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ احمدی ہو جاؤ۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ احمدیوں کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ پس ہم لوگ جن کا دعویٰ ہے کہ ہم دنیا کے ستون ہیں اگر ہم نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی جب ہم ظاہری نماز' ظاہری روزہ' ظاہری حج' ظاہری زکوٰۃ میں دوسروں کے برابر نہیں بلکہ کم ہیں تو معلوم ہوا کوئی اور چیز ہمارے پاس ہے جو دوسروں کے پاس نہیں اور وہ ان چیزوں کی حقیقت ہے۔ دنیا میں نماز تھی مگر نماز کی روح نہ تھی' دنیا میں روزہ تھا مگر روزہ کی روح نہ تھی' دنیا میں زکوٰۃ تھی مگر زکوٰۃ کی روح نہ تھی' دنیا میں حج تھا مگر حج کی روح نہ تھی' دنیا میں ایمان تھا مگر ایمان کی روح نہ تھی' دنیا میں اسلام تھا مگر اسلام کی روح نہ تھی' دنیا میں قرآن تھا مگر قرآن کی روح نہ تھی اور اگر حقیقت پر غور کرو تو کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے کیونکہ آپؐ کا کلمہ پڑھنے والے لوگ موجود تھے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نہ تھی۔ ہم جس چیز کے دعویدار ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے ذریعہ اسلام کی روح قائم کی گئی' ہمارے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قائم کی گئی' ہمارے ذریعہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کی حقیقت قائم کی گئی حتیٰ کہ ہمارے ذریعہ تمام احکامِ اسلامی کی حقیقت قائم کی گئی۔ [۲۰]

اب اگر ہمارا دعویٰ تو یہ ہو لیکن ہماری نماز' ہمارا روزہ' ہماری زکوٰۃ اور ہمارا حج ایسا ہی ہو جیسا اوروں کا تو یاد رکھو ویسی ہی چیز جو اپنے جیسی چیز سے کم ہو اس سے بھاری نہیں ہو سکتی۔ اگر ترازو کے ایک پلڑے پر مولیاں ہوں اور دوسرے پر بھی مولیاں ہی رکھی جائیں جو کم ہوں تو دونوں پلڑے برابر نہ ہوں گے ہاں اگر دوسری طرف سونا رکھ دیا جائے تو پھر خواہ وہ کم ہو وہی بھاری ہو گا۔ اگر ہماری نمازیں اور ہمارے روزے بھی ویسے ہی نمائشی ہوں جیسے دوسروں کے تو ان کی نمازیں اور روزے وزنی ہوں گے۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ ہیں اور ہم تھوڑے ہیں۔ ہاں اگر ہماری نمازوں اور روزوں کی حقیقت اور ہو تب ان سے بھاری ہو سکتے ہیں۔ تھوڑی مٹی زیادہ مٹی سے بھاری نہیں ہو سکتی البتہ تھوڑا سونا زیادہ مٹی سے بھاری ہوتا ہے۔ پس اگر

ہماری نمازوں، ہمارے روزوں، ہمارے حج، ہماری زکوٰۃ کی حقیقت دوسروں کی نمازوں، روزوں، زکوٰۃ اور حج سے بدل نہیں گئی تو ہمیں دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں اور ہم جو دعویٰ کرتے ہیں وہ محض لاف و گزاف جھوٹ اور فریب ہوگا کیونکہ اس میں حقیقت نہ ہوگی اور ہمارے جیسا مکّار اور فریبی اور کوئی نہ ہوگا کہ ہم اپنے سوا ساری دنیا کو ہدایت سے محروم قرار دیتے ہیں مگر اپنے اندر دوسروں کے مقابلہ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کرتے۔ میں مانتا ہوں۔ اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ الْخَطَأِ وَالنِّسْيَانِ۔[۱۳] اور اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے انسان سے بھی خطا ہو سکتی ہے [۲۲] مگر باوجود اس کے اس میں کھری باتیں بھی ہوتی ہیں اس لئے وہ باوجود بعض کمزوریوں کے سونا اور کندن ہی ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کوئی حقیقت زائدہ پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہے تو بعض کمزوریاں جو انسانیت کے ساتھ لگی ہوئی ہیں نظرانداز بھی کی جا سکتی ہیں لیکن اگر حقیقت زائدہ نہیں پائی جاتی تو پھر نہیں مان سکتے کہ وہ شخص یا جماعت دوسروں پر کسی قسم کی فضیلت رکھتی ہے۔

میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض ہر فعل جس کے کرنے کی اسے توفیق ملے اس کی حقیقت اور روح حاصل کرے تا دنیا میں اسے امتیاز حاصل ہو اور جو دعویٰ وہ کرتی ہے اس میں راستباز قرار پائے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہم میں وہ روح پائی جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں قائم کرنے آئے تھے۔ اور ہم خدا کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے نفوس کو پاک کر دے گا اور ہماری کمزوریوں کو دور کر دے گا میں ان سب دوستوں کے لئے جو یہاں ہیں یا یہاں نہیں، بچوں اور بڑوں کیلئے، غریبوں اور امیروں کیلئے، بیماروں اور تندرستوں کیلئے غرضیکہ سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان پر اپنا فضل کرے۔

(الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۳۰ء)

---

[۱] "مفتاح الصلوٰۃ الطہور" ترمذی کتاب الطھارۃ باب ماجاء ان مفتاح الصلوٰۃ الطہور

[۲] صحیح بخاری کتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ

[۳] نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۸۱۔ ابواب نواقض الوضوء

۴ نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۲۰۱ ' ابواب مایبطل الصوم و مایکرہ
۵ البقرۃ :۱۸۸
۶ اٰل عمران :۱۳۵۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب۔ (لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب)
۷ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من ھم بحسنۃ او سیئۃ
۸ ' ۹ عبس :۲ ' ۳
۱۰ تفسیر فتح البیان مصنفہ ابو طیب صدیق بن حسن قنوجی جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ
۱۱ تفسیر درّ منثور الجزء السادس صفحہ ۳۱۴-۳۱۵ زیر سورۃ عبس
۱۲ المنجد (فرائد الادب) صفحہ ۹۴۳۔ المطبعۃ الجدیدۃ بیروت ۱۹۲۰ء
۱۳ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲۷۔ سیرۃ الامام ابن ہشام الجزء الاول صفحہ ۱۱۹
۱۴ مشکوٰۃ کتاب القضاء باب العمل فی القضاء صفحہ ۳۲۵ و تفسیر کبیر رازی جلد ۳ صفحہ ۲۴۹-۲۴۸
۱۵ الجامع الصغیر للامام الحافظ السیوطی الجزء الاول صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ
۱۶ بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور و العمل بہ
۱۷ اٰل عمران :۱۹۱
۱۸ "تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں۔"
(تذکرہ صفحہ ۸۰۲ مطبوعہ الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ)
۱۹ حضرت حافظ روشن علی صاحب ۱۸۷۲ء۔ ۱۹۲۹ء
۲۰ تذکرہ صفحہ ۶۵۹ مطبوعہ الشرکتہ الاسلامیہ ' ملفوظات جلد ا صفحہ ۳۳۲ ' جلد ۸ صفحہ ۲۴۵ ' جلد ۹ صفحہ ۱۷۰
۲۱ مخزن الاخلاق۔ مصنفہ مولوی رحمت علی سبحانی صفحہ ۳۶۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۴۸ء
۲۲ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب موعظۃ الامام للخصوم